بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

03.چار بنیادی قاعدے-دوسرا قاعدہ

[شفاعت کی تعریف،شفاعت کی شرطیں،شفاعت کے مستحق،جائز اور ناجائز وسیلہ]

القواعد الاربعۃ کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں پہلے قاعدے کا بیان کیا تھا۔کیا تھا پہلا قاعدہ؟کیا تھا؟مشرکین مکہ یا عام طور پر کافر جتنے بھی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے وہ سارے کے سارے توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔ دیکھیں صرف علم نہیں تھا شیخ صاحب رحمہ اللہ کا لفظ"يُقِرُّونَ"(اقرار کرتے تھے)۔اقرار اور علم میں کیا فرق ہے؟ایک تو ہے صرف جاننا،ایک جاننے کے بعد یقین کرنا توان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق،کوئی رازق،کوئی تدبیر کرنے والا نہیں اس کے باوجود بھی وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

اس کی دلیل میں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ایک آیت بیان کی ہے کس سورۃ کی آیت ہے؟آیت یاد نہیں تو کوئی حرج نہیں سورۃ کا نام کیا ہے؟سورۃ یونس،جزاک اللہ خیرا۔آیت یاد ہے کسی کو؟آپ کو یاد ہے ﴿اَمَّنۡ يَّمۡلِكُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَمَنۡ يُّخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَمَنۡ يُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ‌ؕ فَسَيَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ‌ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ﴾(یونس:31)۔

اس میں سے چند قواعد میں نے بیان کیے تھے کچھ فائدے بھی تھے کوئی تین بتا سکتا ہے؟اس قاعدے میں سے میں نے بارہ فوائد بیان کیے تھے ان میں سے تین کوئی بتادے تین۔کچھ یاد ہے؟لا الہ الا اللہ کا مطلب وہ کہاں سے ملا ہمیں؟کیونکہ لا الہ الا اللہ کا مقصد اور معنی یہ کبھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں کوئی رازق نہیں کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔کیوں؟کیونکہ یہ ایمان توان کفار کا بھی تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے لیکن پھر بھی وہ دائرہ اسلام میں نہ داخل ہوئے۔ یعنی وہ لا الہ الا اللہ کہتے تھے لیکن لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے ان کو یہ علم نہیں تھا کہ لا الہ الا اللہ کا صحیح معنی کیا ہے۔

دوسرا توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں فرق۔توحید ربوبیت کیا ہے؟کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق،کوئی مالک،کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔

توحید الوہیت کیا ہے توحید العبادۃ جسے کہتے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔
جس نے بھی لا الہ الا اللہ کا معنی یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، رازق، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں کیا اس نے صحیح ترجمہ بیان کیا؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ یہی آیت ہے ﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ اگر تم لوگ یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے تو یہ بھی تمہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ واحد معبود ہے اور لا الہ الا اللہ کا یہی مقصد ہے اور یہی معنی ہے۔ آج شروع کرتے ہیں دوسرا قاعدہ۔
شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اَلْقَاعِدَۃُ الثَّانِیَۃُ، أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ "۔
"أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" (بے شک وہ کہتے ہیں)۔ کون؟ کفار سارے، مشرکین بھی بیچ میں ہیں عرب مشرکین، یہود بھی ہیں، نصاریٰ بھی ہیں جو بھی اس وقت موجود تھے کافر سارے کے سارے "أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" وہ یہ کہتے ہیں۔ "مَا دَعَوْنَاهُمْ" (ہم نے ان کو پکارا نہیں)۔ کس کو؟ اپنے معبودوں کو ان کو پکارا نہیں یعنی ان کی عبادت نہیں کی۔ "وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ" (اور ان کی طرف توجہ نہیں کی یعنی ان کو اپنا سب کچھ نہیں سمجھا) "إِلَّا" (سوائے اس کے) "لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" (صرف اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کریں ان کے ذریعے (اپنے معبودوں کے ذریعے) اور شفاعت کے لیے کہ یہ ہماری شفاعت کریں گے)۔
بس یہ قاعدہ ہے اور اس قاعدے میں دیکھیں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے جو لفظ استعمال کیے ہیں "أَنَّهُمْ يَقُولُونَ" (وہ کہتے ہیں)۔ اور عام سارے کے سارے کافر جو اس زمانے میں تھے وہ سارے کے سارے ایک ہی بات کرتے تھے برابر۔ یہودی بھی یہی کہتے، نصاریٰ بھی یہی کہتے، اور مشرکین عرب بھی یہی کہتے۔ کیا کہتے؟۔ "مَا دَعَوْنَاهُمْ" (ہم نے ان کو پکارا نہیں)۔ اور یاد رکھیں یہ بھی ایک قاعدہ ہے جب بھی دعا کا لفظ آئے بغیر کسی قید کے صرف دعا کا لفظ اس کا مطلب عبادت ہوتا ہے۔ جب بھی دعا کا لفظ آئے تو اس کا مطلب عبادت ہوتا ہے ساری کی ساری عبادت ﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾(الجن:18)۔ کیا مساجد میں صرف دعا مانگی جاتی ہے یا عبادات کی جاتی ہیں؟ عبادات کی جاتی ہیں۔ تو اس لیے جب بھی لفظ دعا کا آئے تو اس کا مطلب صرف پکار نہیں صرف دعا نہیں بلکہ عبادات ہیں۔
" مَا دَعَوْنَاهُمْ" یعنی (ہم نے ان کو پکارا نہیں اور نہ ہی ان کی عبادت کی اپنے معبودوں کی) "وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ" (اور نہ ہی ہم نے ان کی طرف توجہ کی اور ان کو اپنا سب کچھ سمجھا) "إِلَّا" (الا یہ کہ)۔ یہاں پر الحصر ہے یاد رکھیں "مَا، إِلَّا" یہ الاستثناء فی سیاق النفی ہے۔ نفی اگر شروع میں ہو اور اس کے ساتھ إِلَّا آجائے اسے کہتے ہیں الاستثناء فی سیاق النفی۔ نفی اور استثناء دونوں اگر آجائیں اس کا مطلب ہوتا ہے "صرف اور صرف" یہ خاص ہے یعنی اس کے علاوہ کچھ نہیں جیسے "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ"، "لَا" نفی کے لیے ہے "إِلَّا"

استثناء کے لیے ہے یعنی کوئی معبود نہیں بر حق سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی اگر کوئی عبادت کے لائق ہے تو وہ ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ۔

اور یہاں پر شیخ صاحب رحمہ اللہ وہی عبارت وہی جملہ وہی سیاق لے کر آئے "مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" یعنی ہمارا جو تعلق ہے اپنے معبودوں کے ساتھ وہ یہ نہیں کہ ہم ان کو ربّ سمجھتے ہیں کہ ان معبودوں نے ہمیں پیدا کیا یا رزق دیا یا تد بیر ہماری کی، ہم یہ جانتے ہیں یہ ان کا کام نہیں ہے۔ تو پھر پکارتے کیوں ہو؟ پھر عبادت کیوں کرتے ہو؟ وہ اس لیے کرتے ہیں کہ صرف اور صرف یہ جو معبود ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیتے ہیں اور یہ ہماری سفارش کریں گے بس اس کے علاوہ ہمارا ن سے کوئی تعلق ہی ہیں ہے۔

بات سمجھ آئی؟ یعنی اپنے معبودوں سے کیا تعلق ہے تمہارا؟ جب تم یہ جانتے ہو کہ یہ معبود، یہ پتھر، یہ درخت، یہ درند، یہ پرند ، یہ نبی، یہ ولی، یہ فرشتہ، انہوں نے نہ تمہیں پیدا کیا نہ یہ تمہیں رزق دیتے ہیں اور نہ ہی یہ تمہارے نفع و نقصان کے مالک ہیں پھر ان کو سجدہ کیوں کرتے ہو؟ ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ انہیں پکارتے کیوں ہو؟

جواب میں کیا کہتے ہیں؟ ہم ان کی عبادت صرف اور صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں اور قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں سفارش کریں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل بیان کرتے ہیں اب "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ، قَوْلُهُ تَعَالَى"۔ اب شیخ صاحب رحمہ اللہ یہ بیان کر چکے ہیں کہ صرف دو وجہ ہیں جس کی وجہ سے یہ کافر جو ہیں اپنے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اب دلیل بھی ضروری ہے بغیر دلیل کے تو بات نہیں ہوتی ناں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ"۔ قربہ کہتے ہیں کسی کے نزدیک ہونے کے لیے قریب نزدیک، قربہ نزدیکی۔ "فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ" (تو نزدیکی کی یہ دلیل ہے) "قَوْلُهُ تَعَالَى" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ﴾۔ ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ (اور جنہوں نے)۔ ﴿الَّذِيْنَ﴾ اسم موصول ہے اور میں نے پچھلے درس میں بیان کیا تھا کہ صیغ العموم میں سے ہے کہ عام ہے ﴿الَّذِيْنَ﴾ (جنہوں نے) کوئی بھی ہو سکتے ہیں ضروری نہیں کہ مشرکین عرب ہوں، ضروری نہیں کہ یہود ہوں، یا نصاریٰ ہوں یعنی جس نے بھی۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ﴾ (اور جنہوں نے) ﴿اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ﴾ (اللہ تعالیٰ کے سوا دوست بنا رکھے ہیں) ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے) ﴿اِلَّا﴾ (سوائے اس کے) ﴿لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں)۔ ﴿زُلْفٰى﴾ (قریب)۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ) ﴿يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ﴾ (فیصلہ فرمائیں گے) ﴿فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ (جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں) ﴿اِنَّ اللّٰهَ﴾ (بے

شک اللہ)﴿لَا یَهْدِیْ﴾ (ہدایت نہیں دیتے)﴿مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (جو جھوٹا ہے کفر پر کفر کرنے والا)۔﴿كَفَّارٌ﴾ فعال کے وزن پر ہے، فعال یعنی صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار کرنے والا، کوئی فعل بار بار کرے تو اسے فعال کہتے ہیں ﴿كَفَّارٌ﴾ صرف ایک مرتبہ کفر نہیں بلکہ کفر پر کفر کرتے جاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں دیکھیں، شیخ صاحب رحمہ اللہ نے انصاف کیا ہے اب شیخ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت کیا ہے؟ " مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ" یہ الفاظ تھے۔اب یہ الفاظ کہاں سے لے کر آئے؟اب قرآن مجید کی آیت کو دیکھیں ذرا غور سے﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا﴾ وہی صیغہ ہے کہ نہیں؟﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ "مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ"۔﴿اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ﴾ "إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ"۔وہی کوئی چیز ہے یعنی اپنی طرف سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کوئی چیز نہیں لے کر آئے تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے یہ تو اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں اور عام مسلمانوں کو جو کلمہ پڑھتے ہیں ان پر تہمت لگا رہے ہیں کہ وہ بھی مشرکین کی طرح ہیں تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ آیت بیان کی ہے جس کا آغاز ہوتا ہے﴿وَالَّذِيْنَ﴾ صیغ العموم میں سے جس میں سارے کے سارے لوگ شامل ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ (نہیں عبادت کرتے) ﴿اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ﴾(الّا یہ کہ ہمیں نزدیک کر دیں اللہ تعالیٰ کے)۔یعنی صرف اور صرف اس لیے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کرے گا قیامت کے دن حق پر کون تھا باطل پر کون تھا یہ سب واضح ہو جائے گا اور یہ یاد رکھیں﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾(اللہ تعالیٰ اس شخص کو کبھی بھی ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو اور کفر پر کفر کرنے والا ہو)۔

جھوٹا کیوں؟کیونکہ اسے بتایا جا رہا ہے یہ جو تمہارا گمان ہے کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے تم اس لیے ان کی عبادت کرتے ہو تو یہ تمہارا غلط گمان ہے تم جھوٹے ہو، تمہارا یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔تم نے ان کی عبادت کی ہے تم جتنا بھی کہو کہ ہم نے صرف نزدیکی حاصل کرنے کے لیے ان کو پکارا ہے تم جھوٹ بولتے ہو۔پھر اصرار کیا اگر پھر اصرار کرتے ہو تو پھر ایک کفر نہیں ﴿كَفَّارٌ﴾(کفر پر کفر کرنے والے ہو)۔اور ایسے شخص کو دنیا میں ہدایت نصیب نہیں ہوتی یاد رکھیں اور آخرت میں بھی ہلاکت ہے۔

یہ دلیل تھی قربہ کی، نزدیکی کی۔ "وَدَلِيْلُ الشَّفَاعَةِ"شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اور شفاعت کی دلیل کیا ہے)"قَوْلُهٗ تَعَالَىٰ"(ارشاد باری تعالیٰ ہے)﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس:18)۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں"وَدَلِيْلُ الشَّفَاعَةِ"(اور شفاعت کی دلیل)"قَوْلُهٗ تَعَالَىٰ"(ارشاد باری

تعالیٰ ہے) ﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ﴾(اور عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا)۔ کس کی؟﴿مَا لَا يَضُرُّهُمْ﴾ (جو انہیں نقصان نہیں پہنچاتے) ﴿وَلَا يَنفَعُهُمْ﴾(اور نہ ہی ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں) ﴿وَيَقُولُونَ﴾(اور وہ یہ کہتے ہیں)﴿هٰؤُلَاۗءِ﴾(یہ لوگ جو ہیں یہ معبود جو ہیں جن کی ہم نے عبادت کی ہے) ﴿شُفَعَاۗؤُنَا عِندَ اللّٰهِ﴾(ہماری شفاعت کریں گے ہماری سفارش کریں گے اللہ تعالیٰ کے ہاں)۔

اس آیت کریمہ میں واضح ہے کہ انہوں نے اس چیز کا اقرار کیا کہ وہ عبادت کرتے ہیں، وہ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں۔ کون کہہ رہے ہیں؟ کفار جو نبی کریم صلی اللہ ولیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے خاص طور پر مشرکین عرب یہ آیت ان پر نازل ہوئی لیکن جو عبرۃ ہے وہ صرف سبب کی اس آیت کے نزول کی وجہ نہیں ہے بلکہ یہ آیت سب کو شامل ہے جس نے بھی یہ عمل کیا وہ اس آیت میں شامل ہے ۔﴿وَيَعْبُدُونَ﴾ انہوں نے اقرار کیا، ان کفار نے اقرار کیا کہ ہم نے ان کی عبادت کی اپنے معبودوں کی عبادت کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی۔﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ﴾ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ نہ تو ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تو پھر یہ عبادت کیوں کی؟﴿وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِندَ اللّٰهِ﴾ صرف ہماری سفارش کریں گے بس ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں'' وَالشَّفَاعَةُ شَفَاعَتَانِ ''(اور شفاعت، سفارش دو قسم کی ہے)۔اس پہلے کہ میں یہ بیان کروں دیکھتے ہیں شفاعت کیا ہے؟

عربی زبان میں شفاعت کہتے ہیں لفظ "شفاعة" جسے ہم کہتے ہیں طاق اردو میں۔ وتر ایک ہوتا ہے شفع دو ہوتے ہیں یعنی ایک سے دو ہو جانا۔ ایک سے دو وہ بھاگنا نہیں ایک سے دو ہو جانا یعنی ایک نہیں بلکہ دو ہو جانا۔ اور شریعت میں اس کا مطلب یہ ہے "التوسط طلب الخير للغير بجلب منفعة أو دفع مضرة"(توسط دو چیزوں کے درمیان میں آنا، ایک سے دوسرے کے لیے خیر طلب کر کے اور یہ خیر دو صورتوں میں ہوتا ہے یا ایک شخص سے دوسرے کو نفع پہنچانا یعنی ایک شخص سے کوئی کام پھنسا ہوا ہے اس کی منفعت رکی ہوئی ہے تو بیچ میں آکر ایک سے دوسرے کی جو منفعت ہے جو فائدہ ہے اسے پہنچانا سفارش کر کے) "منفعة أو دفع مضرة"(یا کوئی نقصان اس شخص کو ہونے والا ہے کوئی تکلیف پہنچنے والی ہے سفارش کر کے اس کی تکلیف کو دور کر دینا)۔ اسے کہتے ہیں سفارش، شفاعت۔

شفاعت کی دو قسمیں ہیں، شریعت میں شفاعت کی دو قسمیں ہیں جیسا شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' وَالشَّفَاعَةُ شَفَاعَتَانِ"(اور شفاعت دو قسم کی ہوتی ہے) "شَفَاعَةٌ مَنْفِيَّةٌ، وَشَفَاعَةٌ مُثْبَتَةٌ"۔

1۔ "شَفَاعَةٌ مَنْفِيَّةٌ" (منفی شفاعت)۔ یعنی وہ شفاعت جو شفاعت ہوتی ہی نہیں ہے اس کا نام شفاعت ہے لیکن وہ شفاعت قابل قبول نہیں ہے، منفی شفاعت Negative جسے کہتے ہیں۔

2۔ "وَشَفَاعَةٌ مُثْبَتَةٌ" (اور مثبت شفاعت)۔ جس شفاعت کا وجود بھی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ قبول بھی فرمائیں گے۔

آیئے دیکھتے ہیں منفی شفاعت کیا ہے۔ "فَالشَّفَاعَةُ الْمَنْفِيَّةُ" (پس منفی شفاعت یہ ہے) "مَا كَانَتْ تُطْلَبُ مِنْ غَيْرِ اللهِ فِيمَا لا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللهُ" (منفی شفاعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مانگی جائے، طلب کی جائے ہر اس عمل میں یا ہر اس کام میں جس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی قادر نہیں)۔

اب اس کی مثال دیکھیں ایک شخص یہ کہتا ہے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما"۔ عام طور پر اسی طریقے سے جو مخالفین ہیں اسی طریقے سے یہ دعا مانگتے ہیں۔ جب مجھ سے سوال کیا جاتا ہے آپ نے یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہے اور غیر اللہ کو پکارنا ہر اس کام میں جس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اسے شرک کہتے ہیں شرک اکبر ہے، کہتے ہیں ہم نے پکارا تو نہیں ہے ہم نے تو صرف وسیلہ بنایا ہے، ہم نے وسیلہ بنایا ہے ہم جانتے ہیں کہ اولاد عطا کرنے والی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اولاد عطا نہیں کرتا تو ہم نے جب یہ کہا اپنی زبان سے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں نیک اور صالح اولاد عطا فرما ہمارا ایمان ہماری نیت ہمارا عقیدہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری سفارش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے۔

کیا ان کا قول درست ہے؟ نہیں درست ہے۔ کیوں؟ شفاعت کا مطلب کیا ہے ابھی میں نے بیان کیا ہے؟ دو چیزوں کے درمیان میں ایک تیسری چیز آتی ہے جو ان دونوں کو قریب کر دیتی ہے۔ ایسا ہے کہ نہیں؟ اور یہاں پر کتنی چیزیں ہیں؟ ایک مانگنے والا ہے، ایک وہ جس سے مانگا جا رہا ہے، تیسری چیز کوئی ہے؟ نہیں ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نیک اور صالح بیٹا عطا فرما" کسے پکارا جا رہا ہے؟ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براہ راست پکارا جا رہا ہے۔ شفاعت کا مطلب ہے کہ ایک تیسری کوئی چیز ہے جسے آپ پکارتے ہیں یا جس سے آپ یہ طلب کرتے ہیں کہ آپ کو اس چیز تک پہنچایا جائے جہاں پر آپ اپنی فریاد کر رہے ہیں۔ زبان سے تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں عقیدے میں، دل سے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں لیکن زبان سے کیا کہہ رہے ہیں؟

"یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!"۔

تو یہ سفارش کبھی ہو ہی نہیں سکتی نہ شریعت میں نہ عربی زبان میں اور نہ ہی عرف میں۔

اور یہ تین حقائق ہیں جو موجودہ ہیں، حقیقت یا شرعیہ ہوتی ہے یا لغویہ ہوتی ہے لغت کے اعتبار سے یا عرفیہ ہوتی ہے عرف کے اعتبار سے۔ شریعت نے بھی یہ بیان کیا ہے سفارش، شفاعت کا یہ مفہوم ہے کہ آپ کسی تیسری ذات کو دو کے درمیان میں لے کر آئیں اور پھر اس تیسری چیز کو اس چیز کے لیے سفارش بنائیں جو آپ کو اس چیز کے لیے قریب کردے جس کے آپ قریب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کے یہ الفاظ کہ ''یارسول اللہ! مدد'' مثال کے طور پر یہ آپ براہ راست مانگ رہے ہیں اسے کبھی بھی سفارش یا شفاعت نہیں کہا جاتا لیکن یہ بات کہ ''ہماری نیت اچھی تھی'' یہ قاعدہ اچھی طرح یاد کرلیں ذہن نشین کرلیں یہ قاعدہ آپ کو بہت جگہوں پر ان شاءاللہ فائدہ دے گا ''النية الصالحة لا تصلح العمل الفاسد'' (اچھی نیت بُرے عمل کو کبھی اچھا نہیں کر سکتی) ''والنية الفاسدة تفسد العمل الصالح'' (اور بُری نیت اچھے عمل کو فاسد کر دیتی ہے)۔

اب مثال سے بات آسان ہو جائے گی، اچھی نیت ایک طرف ہے اور دوسری طرف ہے بُرا عمل۔ اس کی مثال ایک شخص گزر رہا ہے راستے میں اس نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا اور رک گیا اور اور دیکھتا رہا کسی نے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہو غیر محرم عورت ہے حرام ہے آپ پر کیوں دیکھ رہے ہو؟ وہ کہتا ہے میں عورت کو نہیں دیکھ رہا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی خوبصورت چیز پیدا کی ہے میں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا اس کے لیے جائز ہے؟ نہیں جائز۔ کیوں؟ کیونکہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے شریعت میں حرام ہے اور یہ نیت کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت آپ دیکھنا چاہتے ہیں یہ اچھی نیت ہے لیکن اچھی نیت نے آپ کے اس بُرے عمل کو اچھا کبھی نہیں کیا اس لیے ہم یہ کہیں گے آپ کی اس اچھی نیت سے آپ کو فائدہ نہیں ہوگا ثواب نہیں ہوگا بلکہ گناہ ہوگا اور گناہ ڈبل ہوگا ایک تو آپ نے حرام چیز کی طرف دیکھا پھر یہ گمان کرکے کہ آپ اچھا کام کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے؟

اور یہاں پر بھی جو شخص یہ کہتا ہے کہ ''یارسول اللہ! مدد'' اس کی نیت اچھی ہے لیکن یہ الفاظ شرک ہیں شرک کبھی بھی یعنی اچھی نیت کبھی بھی شرک کو توحید میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ ٹھیک ہے یاد ہو گیا؟

"وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى" اب یہ منفی جو شفاعت ہے اس دلیل شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں "وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى" ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (البقرة:254)۔

دلیل کے طور پر شیخ صاحب رحمہ اللہ یہ آیت بیان کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ (اے ایمان والو!)۔ اور یاد رکھیں جب بھی آپ قرآن مجید میں یہ جملہ پڑھیں ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ تو اپنے کان اچھی طرح کھول کر اور اپنے دل کو

اچھی طرح تیار کر کے یہ بات سنیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب آپ قرآن مجید میں ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ سنیں" فَأَرْعِهَا سَمْعَكَ "تو اپنے کان کھول لیں اور اچھی طرح سے سنیں یا تو خیر کا حکم ہے جو تمہیں دیا جارہا ہے یا شر سے بچنے کا حکم ہے جس میں تمہارا نقصان ہے یا کوئی ایسی خبر ہے جس میں خیر ہے یا شر ہے جسے تمہیں بیان کیا جارہا ہے)۔ تو آیئے دیکھتے ہیں اس آیت میں کیا ہے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ اپنے کان اچھی طرح کھول کر سنو (اے ایمان والو!) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان کے نام سے پکارا ہے اگر واقعی مومن ہو تو اس پر عمل ضرور کرنا۔ ﴿اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ﴾ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو خیرات کرو اس مال سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا) ﴿مِّنۡ قَبۡلِ﴾ (اس سے پہلے) ﴿اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ﴾ (کہ ایسا دن آئے) ﴿لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ﴾ (نہ اس میں خرید و فروخت ہے) ﴿وَلَا خُلَّةٌ﴾ (اور نہ ہی اس میں کوئی دوستی ہے (نہ کوئی دوست دوست کے کام آئے گا)) ﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾ (اور نہ ہی اس دن کوئی شفاعت کر سکے گا)۔ اور یہی دلیل ہے شیخ صاحب رحمہ اللہ کی کہ اس دن میں کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا ﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾۔ ﴿وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ﴾ (اور کافر ہی ظلم کرنے والے ہیں ظالم ہیں اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں)۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تین چیزوں کی نفی کی ہے ﴿لَّا بَيۡعٌ﴾ (خرید و فروخت نہیں)۔ یعنی اگر آپ نے اس دنیا میں کسی کا مال لیا ظلم کیا کسی پر، کسی کا حق کھایا اور وہ شخص بھی مر گیا آپ بھی مر گئے اب قیامت کے دن جب حساب ہو گا اور انسان دیکھے گا کہ کس طریقے سے مشکل اور کٹھن حساب ہے تو کوشش کرے گا وہ جس پر اس نے ظلم کیا دنیا میں کہ اس حق واپس کر دے۔ بھاگے گا دیکھے گا وہاں پر کوئی ریال درہم نہیں وہاں پر صرف دو چیزیں ہیں یا حسنات ہیں یا سیئات ہیں، یا نیکیاں ہیں یا بدیاں ہیں بس اور کچھ نہیں۔ تو دیکھے گا کوئی پیسہ کہیں سے مل جائے میں واپس کروں دنیا واپس کروں، سونا چاندی واپس کروں، کچھ نہیں ہے۔ تو اس دن خرید و فروخت نہیں ہے کچھ نہیں ہو گا نہ خرید ہو گی نہ فروخت ہو گا کچھ نہیں ہو گا۔ ﴿وَلَا خُلَّةٌ﴾ (اور نہ ہی دوستی ہو گی)۔ اور نہ ہی دوست کوئی کسی دوست کے کام آئے گا، افراتفری کا عالم ہو گا ﴿يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ۝۳۴ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ﴾ (عبس:34-35) (یہ وہ دن ہے جس میں سگے بھائی سے بھائی بھاگ جائے گا اپنے ماں باپ سے بھاگ جائے گا بیوی بچوں سے بھاگ جائے گا)۔

ارے بھاگے گا کیوں؟! دیکھے گا ہو سکتا ہے کہ کسی کی نیکی کم پڑ جائے مجھ سے کوئی نیکی نہ مانگ لے، بھاگ جائے گا، نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔ اور خلیل کہتے ہیں اس دوست کو جس نے پورے دل کو گھیر کر رکھا ہو جس کی محبت نے دل کو بھر دیا ہو اسے کہتے ہیں

خلیل، عام دوست نہیں۔ جس کے پیچھے ساری زندگی لگادی جس کی محبت میں ساری زندگی گزار دی آپ کا سب سے قریبی دوست آج آپ اس دنیا میں دیکھ لو کون ہو گا قیامت کے دن اگر تمہارے اندر وہ صلاحیت نہیں ہے جو ایک موحد کی صلاحیت ہے تو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ آگے بات بیان کریں گے کیونکہ شفاعت مثبتہ بھی ہے تو یہاں پر شفاعت کی نفی کی جارہی ہے دوستی کی نفی کی جارہی ہے تو پھر دوست بھی تو شفاعت کریں گے آگے جیسے بیان ہو گا لیکن یہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے پاس کوئی مادہ ہے ہی نہیں کوئی صلاحیت ہے ہی نہیں کہ ان کے کام آسکے، کورے ہیں کچھ نہیں ہے ان کے پاس۔ تو سب سے پیارا دوست، سب سے قریبی دوست اس دن آپ کے کوئی کام نہ آئے گا۔

﴿وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ﴾(اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی کام نہ آئے گی)۔﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (اور کافر ہی ظالم ہیں اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں)۔

"وَالشَّفَاعَةُ الْمُثْبَتَةُ" (اور مثبت شفاعت وہ ہے)"هِيَ الَّتِي تُطْلَبُ مِنَ اللهِ"(یہ وہ شفاعت ہے یہ وہ سفارش ہے جو اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے)۔

کیوں؟ کیوں کہ شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے یاد رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ﴾ (ساری کی ساری شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے)۔ تو پھر مانگنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے چاہیے کہ نہیں ؟ کہ اللہ تعالیٰ فلان کو میرا شفیع بنادے یہ درست ہے۔

براہ راست آپ کسی سے مانگ کر آپ کسی کو پکار کر شفیع نہیں بنا سکتے۔ ''یارسول اللہ مدد'' ایک لفظ ہے، دوسرا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت فرمایا نصیب فرما'' اور ایک یہ دعا ہے۔ ایک تو شرک ہے اور ایک توحید ہے دونوں میں فرق دیکھیں۔

وجہ کیا ہے؟ شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہی شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ کون سی ہے؟"هِيَ الَّتِي تُطْلَبُ مِنَ اللهِ" (یہ وہ شفاعت ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے) "وَالشَّافِعُ مُكَرَّمٌ بِالشَّفَاعَةِ"(اور جو شفاعت کرنے والا ہے جس کی اللہ تعالیٰ شفاعت قبول فرمائے گا جو سفارش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرمائے گا مکرم ہے وہ باعزت ہے، عزت والا ہے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اس کی شفاعت قبول کرکے)'' وَالْمَشْفُوعُ لَهُ''(اور جس کی شفاعت کی جارہی ہے)۔ کون ہے؟"مَنْ رَضِيَ اللهُ قَوْلَهُ وَعَمَلَهُ بَعْدَ الإِذْنِ"(اور جس کی شفاعت کی جارہی ہے یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو، جس کے قول پر اور عمل پر اللہ تعالیٰ راضی ہو)'' بَعْدَ الإِذْنِ''(اجازت کے بعد)۔

اور اس میں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے شفاعت کی دو شرطیں بیان کر دی ہیں، یاد رکھیں شفاعت کی دو شرطیں ہیں۔دو قسمیں ختم ہو گئیں منفی اور مثبت، مثبت شفاعت جو ہے اب اس کی بات ہو رہی ہے۔اس کی دو شرطیں ہیں:

1۔"الاذن بالشفاعة" (شفاعت کی اجازت دینا)۔اگر اللہ تعالیٰ اجازت نہ دے کسی کو تو اس کی شفاعت قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ارشاد باری تعالی ہے، آیت الکرسی میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾(البقرة:255)۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ﴾، ﴿مَنْ﴾ پھر وہی بات ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ﴾ (کون ہے وہ) ﴿يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ﴾ (جو اللہ تعالی کے سامنے کسی کی بھی سفارش کرے) ﴿اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (سوائے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے)۔

کوئی ہے ؟ کوئی بھی نہیں ہے اور یہ چیلنج ہے۔الفاظ جو ہیں بہت سخت الفاظ ہیں " وہ کون ہے؟ ہے تو کوئی سامنے آئے"۔جس طریقے سے ہم کہتے ہیں ناں عوام الناس ایسی بات۔کوئی ہے تو سامنے آ کر دکھائے کون ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر یہ عمل کر سکے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔تو سب سے پہلی شرط ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت اللہ تعالیٰ کی اجازت نہیں تو سفارش نہیں۔

اس کی مثال کوئی ہے کوئی جانتا ہے اجازت نہیں ہے تو سفارش نہیں ہے؟ ایک بہت مشہور مثال ہے ابو طالب۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفارش کی اور ان کے لیے دعا بھی ہے لیکن اجازت نہیں تھی۔

2۔اور دوسری شرط ہے "الرضا" کہ اللہ تعالیٰ جس کی شفاعت کی جا رہی ہے اس پر راضی ہو اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے تو شفاعت نہیں ہو سکتی۔کافر کی شفاعت ہو سکتی ہے ؟ نہیں ہو سکتی۔کیوں؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کفر پر کبھی راضی نہیں ہے ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ (الزمر:7)۔اس کی دلیل کیا ہے؟ ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾(الانبیاء:28) (اور نہیں سفارش کرتے سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہو) تو یہ دو شرطیں بھی یاد رکھیں اچھی طرح سے کہ شفاعت کی دو شرطیں ہیں اگر یہ دو شرطیں پائی جائیں تو ان شاءاللہ شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

(دوسری اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے مشفوع پر جس کی شفاعت کی جا رہی ہے تو اس کی شفاعت نہیں ہو سکتی، مثبت (Positive) جو اللہ تعالیٰ مانے گا۔مثبت کی دو شرطیں ہیں)۔

یہاں شیخ صاحب رحمہ اللہ صرف ایک دلیل لے کر آئے ہیں "كما قال تعالىٰ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾" (البقرة:255)۔ تو یہ اجازت کی دلیل ہے اور رضا کی دلیل میں بیان کر چکا ہوں ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾-(الانبیاء:28)

یہ قاعدہ ہے دوسرا اس قاعدے میں جو فوائد ہیں وہ جلدی سے بیان کرتے ہیں اور اگر وقت ملا تو میں شفاعت کی مزید بات بیان کروں گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کیا ہے اور کتنی شفاعتیں ہیں؟ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ((نعوذ باللہ یہ لوگ جو ہیں ہمارے بارے میں کہتے ہیں) یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتے یہ گستاخ رسول ہیں نعوذ باللہ)۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہیں آٹھ قسم کی شفاعت کریں گے قیامت کے دن اور ان شاء اللہ یہ آخر میں بیان کرتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں اس قاعدے میں کیا ہمیں فائدہ ملتا ہے:

1۔ پہلے لوگوں کا شرک صرف اس لیے تھا کہ وہ اپنے معبودوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ پہلے لوگوں کے شرک اور کفر کی وجہ کیا تھی؟ کہ وہ اپنے معبودوں کو وسیلہ بناتے تھے۔

2۔ ان لوگوں کے اقرار کیا تھا کہ یہ معبود نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

3۔ انہوں نے کہا ہم صرف وسیلہ بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کفر پر کفر کرتے ہو۔ جس کو وسیلہ سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ یہ وسیلہ نہیں ہے یہ کفر ہے۔

4۔ شفاعت کی قسموں کو اچھی طرح جاننا اور سمجھنا۔ دو قسمیں بیان کی ہیں مثبت اور منفی۔

5۔ ہر طرح کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل نہیں ہے یعنی منفی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

6۔ یہ جاننا کہ شفاعت کی دو شرطیں ہیں، اجازت اور راضی ہونا۔ ان دو شرطوں کے بغیر اللہ تعالیٰ شفاعت قبول نہیں فرماتے۔

7۔ شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور شفاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے۔

8۔ قیامت کے دن شفاعت کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں جو موحدین ہیں جنہوں نے توحید کو سمجھا ہے اور توحید پر عمل کیا ہے لیکن ان کے گناہ ہیں جو گناہ گار موحد ہیں ان کے لیے سفارش ہوگی قیامت کے دن۔ اور اس کی دلیل میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سوال کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟" (وہ کون سا خوش قسمت انسان ہے جو آپ کی شفاعت کا حق دار ہوگا قیامت کے دن؟ وہ خوش نصیب کون ہے؟)۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ" (جس نے لا الہ الا اللہ کہا خلوص دل کے ساتھ)۔ یعنی زبان کا قول کافی نہیں ہے، خلوص دل تب ہوگا جب علم ہوگا کہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ کی شرطیں کیا ہیں؟ لا الہ الا اللہ کے ارکان کیا ہیں؟ پھر پتہ چلے کا خلوص دل کے ساتھ یہ مطلب ہے لا الہ الا اللہ کا۔

9۔ بزرگوں کو حد سے زیادہ چاہنا اور حد سے بڑھ کر محبت کرنا گمراہی کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یا گمراہی کے راستوں میں سے ایک خطرناک راستہ ہے۔

یہ کہاں سے ہمیں ملا؟ کہ وہ اپنے معبودوں کو حد سے زیادہ یعنی وہ نیک اور صالح لوگ تھے جیسے پچھلے درس میں بیان کیا تھا کہ یہ جو بت تھے یہ کون تھے اصل میں؟ بزرگ تھے نیک اور صالح لوگ تھے ان کے نام کے بت بنادیئے گئے اور ان کو صرف سفارشی بنانے کے لیے حد سے بڑھ گئے اور ان کی عبادت کی ہے۔

10۔ لاعلمی اور جہالت کا خطرہ جس کی وجہ سے ہر دور میں لوگ گمراہ ہوئے۔

11۔ ہوا نفس کی پیروی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ ''ہوا نفس'' انسان کی اپنی چاہت، اپنی من مانی، وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ جو بت ہے یہی میرا سب کچھ ہے۔ اب اسے منع کیا جارہا ہے یہ نہ تمہارا خالق ہے، نہ تمہارا رازق ہے، نہ تمہارا نفع و نقصان کا مالک ہے، نہ تمہاری تدبیر کرتا ہے کیوں پکارتے ہو اسے؟ ''بھئی میں سفارش بناتا ہوں''۔ بھئی یہ سفارش نہیں ہے وسیلہ نہیں ہے یہ کفر ہے۔ یہ بھی بیان کر دیا کہ یہ کفر ہے پھر بھی ''نہیں ہم اسے پکاریں گے'' تو یہ ہوا نفس نہیں ہے تو کیا ہے؟

12۔ ہدایت کے دروازے بند ہیں ہر اس شخص کے لیے جو جھوٹا ہے اور حد سے گزرنے والا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (الزمر:3)۔

13۔ جسے ہدایت چاہیے یا جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے، قرآن اور سنت پر عمل کرے۔ سلف الصالحین کے مفہوم سے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور سلف الصالحین نے ان قرآن کی آیات کو اور صحیح احادیث کو سمجھا ہے ان پر عمل کرتے ہوئے وہ ہدایت حاصل کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی راستہ ہدایت کا نہیں ہے۔

14۔ باپ دادا اور بُرے علماء کی اندھی تقلید ہر دور میں شرک، بدعات، خرافات اور ہلاکت کا باعث بنی۔

یہ کہاں سے ملا؟ عوام الناس کو کس نے یہ کہا تھا کہ یہ جو بت ہیں یہ تمہارے لیے وسیلہ ہیں؟ علماء نے کہا جو اس وقت کے علماء موجود تھے۔ نہیں! اور آپ جانتے ہیں سب سے پہلا بت کون لے کر آیا تھا مکہ میں کوئی جانتا ہے؟ بت پرستی کیسے شروع ہوئی؟ جو حبل لے کر آیا تھا شام سے لے کر آیا تھا لُحی۔ ایک شخص تھا حکیم تھا قریش میں عقل والا تھا سمجھ دار تھا اور لوگ اسے اپنا سردار مانتے تھے۔ بیمار ہوا شام کی طرف گیا علاج کے لیے۔ آج ہم بھی کہاں جاتے ہین علاج کے لیے؟ یورپ، امریکہ جاتے ہیں۔ تو شام اس زمانے میں یورپ، امریکہ تھا جزیرۂ عرب کے لیے علاج کے لیے جب کوئی لاعلاج ہو جاتا تو وہاں چلا جاتا وہاں پر علم تھا۔ علاج کے لیے گیا وہاں پر تو دیکھا لوگ بت پرستی کر رہے تھے۔ اس نے کہا میں مکہ خالی ہاتھ جاؤں گا! مجھے بھی کوئی

چیز دو، انہوں نے ایک بت دیا جس کا نام ہبل تھا۔ وہ بت لے کر آیا اور مکہ والوں کو کہا دیکھو! اسے وسیلہ بناؤ تو اللہ تعالیٰ سنے گا۔ تو انہوں نے اس وقت اس کی عبادت کی پھر بتوں کی تلاش میں لوگوں نے بہت جدوجہد کی پھر اللات اور عزیٰ یہ جدہ سے کہیں سے ان کو ملا۔ اسی طریقے سے جو پانچ بت تھے سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ بھی کہیں دفن وہ گئے تھے طوفان میں تو کھدائی شروع کی جہاں جہاں سے بت ملتا گیا وہاں پر نصب کرتے گئے حتی کہ فتح مکہ کے زمانے میں آٹھ ہجری میں 360 بت تھے کعبہ کے ارد گرد۔ 360 ساٹھ بت!

اوران علماء کو اب دیکھیں ابو جہل (جہالت کا باپ) ابو جہل حکیم تھا اپنے زمانے کا یاد رکھیں۔ ماں کے پیٹ سے جہالت کا باپ پیدا نہیں ہوا سردار تھا اپنی قوم کا۔ آپ نے کبھی کسی عربی کو دیکھا ہے کسی پاگل کو سردار بناتے تھے؟ دیکھا ہے کسی عربی کو؟ تو پھر ابو جہل کو کیسے سردار مانا؟ ابو جہل کی جہالت جو ہے اس کے شرک میں ہے اس کے کفر میں جہالت ہے دنیا کے لحاظ سے، وہ جاہل نہیں ہے بت پرستی نے اسے جہالت کا باپ بنا دیا۔ اور آج بھی یاد رکھیں جو بھی شرک کی طرف بلاتا ہے وہ ابو جہل کا بھی باپ ہے۔ جتنی بڑی داڑھی ہو جتنا بڑا عمامہ ہو، جتنی بڑی گدی پر بیٹھا ہو جو شرک کی دعوت دیتا ہے شریعت کی بنیاد کے مطابق وہ شخص ابو جہل کا بھی باپ ہے۔

15۔ وسیلے اور شفاعت کی اہمیت اور اس کا علم حاصل کرنے کی ضرورت کیوں کہ یہ دو وہ راستے ہیں جس کی وجہ سے اکثر لوگ گمراہ ہوئے ہر دور میں۔ وسیلہ اور شفاعت، اور یہی وسیلہ اور شفاعت تھی جس کی وجہ سے مشرکین مکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے کافر کافر قرار دیئے گئے اور ہر دور میں یہ چیزیں موجود ہیں۔ آج کے دور میں بھی دیکھیں جو شرک پھیلا ہوا ہے امت میں اس کے راستے، اس کی وجہ، سب سے بڑی بنیاد یہ ہے کہ یہ ہماری سفارش کریں گے یہ ہمارا وسیلہ ہیں۔

وسیلہ، میں تھوڑی سی دیر میں چیز الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں اور شفاعت کے بارے میں تھوڑی بات کر لیتے ہیں ابھی تھوڑا سا وقت ہے۔ یاد رکھیں وسیلے کی دو قسمیں ہیں جائز وسیلہ اور ناجائز وسیلہ۔ اور ناجائز وسیلے کی دو قسمیں ہیں شرکی وسیلہ اور بدعی وسیلہ۔

1۔ جو جائز وسیلہ ہے وہ یہ ہے کہ شریعت کے مطابق کسی کو وسیلہ بنانا یعنی جسے آپ وسیلہ بنا رہے ہیں اس کی کوئی دلیل ہو قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے یا اجماع سے۔ اسے کہتے ہیں شرعی وسیلہ اور اس کی چار قسمیں ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو وسیلہ بنانا، مثال کے طور پر ''يا الله يا الرحمٰن ارحمني'' (کہ اے اللہ تعالیٰ! اے رحم کرنے والے! مجھ پر رحم فرما)۔ یہاں پر آپ نے الرحمٰن جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اسے وسیلہ بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

2۔دوسری قسم ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کو وسیلہ بنانا‘‘يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ’’۔‘‘ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ’’(اے زندہ!اے قیوم!پوری کائنات کو تھامنے والے) ‘‘بِرَحْمَتِكَ’’(تیری رحمت سے)‘‘أَسْتَغِيثُ’’(استغاثہ کرتا ہوں مدد طلب کرتا ہوں)۔

اور استغاثہ ہوتا ہے مصیبت کی شدت میں کسی سے مطلب کرنا۔اور غوث کسے کہتے ہیں؟جو مصیبت کی شدت میں مدد کرے اسے کہتے ہیں غوث اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اگر کوئی غوث ہے دنیا میں تو وہ کون ہے؟صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مصیبتوں میں،ہلاکتوں میں کون نجات عطافرماتا ہے؟صرف اور صرف اللہ تعالیٰ۔تو‘‘يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ’’استغاثہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیا جارہا ہے اور رحمت اللہ تعالیٰ صفت ہے۔‘‘الرحمٰن’’نام ہے رحمت صفت ہے۔

3۔کوئی شخص اپنے نیک اور صالح اعمال کو وسیلہ بنا سکتا ہے۔یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (اللہ تعالیٰ!میں اپنے والدین سے حسن سلوکی کو وسیلہ بناتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ!مجھے اس امتحان میں کامیابی عطافرما)۔اب یہاں پر والدین سے حسن سلوکی عبادت ہے نیک عمل ہے اس کو آپ نے وسیلہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کردے۔

اس کی دلیل کیا ہے؟

صحیح بخاری میں مشہور قصہ ہے ان تین لوگوں کا جو مسافر تھے بارش آگئی شدید طوفان تھا ایک غار میں چلے گئے اور ایک چٹان آکر گرگئی اور غار کا راستہ بند ہوگیا۔اب ہلاک ہونے والے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تو ایک دوسرے سے انہوں نے کہا ایسا کرتے ہیں جو تم لوگوں نے اپنی زندگی میں کوئی نیک اور صالح کیے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کریں ۔تو ایک شخص نے اپنے والدین کی حسن سلوکی کو بطور دلیل پیش کیا بطور وسیلہ بیان کیا۔(قصہ لمبا ہے میں اس میں سے جو شاہد ہے صرف وہ بیان کررہا ہوں)۔دوسرے نے زنا سے بچنے کو حرام سے بچنے کو وسیلہ بنایا اور تیسرے نے امانت میں خیانت نہ کرنے کو وسیلہ بنایا اور چٹان آہستہ آہستہ ہٹتی گئی،جب تیسرے نے وسیلہ بنایا امانت کو تو وہ چٹان بالکل ہل گئی اور وہ تینوں چلے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات عطافرمائی۔

تو اس حدیث سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص اگر کوئی بھی نیک عمل کرے صرف یہ تین نہیں کوئی بھی نیک عمل،صلاۃ الیل پڑھی ہے،فرض نمازیں پڑھتے ہو،روزہ رکھتے ہو،زکوٰۃ دیتے ہو،صدقہ دیتے خیرات دیتے ہو،کسی سے حسن سلوکی کرتے ہو،مسکرا کر بات کرتے ہو،علم حاصل کرتے ہو،اب یہاں پر جمع ہوئے ہو طلب علم کے لیے یہ بھی عبادت ہے آپ اس کو بھی کبھی مصیبت کے وقت میں یا کسی وقت میں وسیلہ بنا سکتے ہیں۔تو نیک اور صالح اعمال کو وسیلہ بنانا بھی شرعی وسیلہ ہے۔

4۔ کسی نیک اور صالح بزرگ کی دعا کو وسیلہ بنانا، کسی بزرگ کی دعا کو وسیلہ بنانا۔ وہ کیسے ؟ کہ آپ جاتے ہیں کسی نیک اور صالح شخص کی طرف اور کہتے ہیں "ادْعُوا اللَّهَ أَنْ يَّشْفِيَنِي "(اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء عطا فرمائے)۔ ایک نیک اور صالح شخص کی طرف جائیں اور یہ کہیں "ادْعُوا اللَّهَ أَنْ يَّشْفِيَنِي "۔ جس کی طرف آپ جا رہے ہیں اور اس سے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ "ادْعُوا اللَّهَ "اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ مجھے شفاء دے، زندہ ہے یا مردہ ہے ؟ کس کے پاس جائیں گے ؟ زندہ کے پاس جائیں گے حاضر کے پاس جائیں گے غائب کے پاس نہیں یعنی آپ کے سامنے جو آپ کی سنتا ہے
اس کی طرف جائیں گے ناں۔ تو یہ بات ہے ہی اس کے لیے جو زندہ ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے کسی کو آتی ہے ؟ جزاک اللہ خیر یہ بھی صحیح دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شدید قحط آیا اور مدینہ میں بیٹھ کر قبر کے قریب انہوں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کو اور انہیں یہ حکم دیا کہ تم دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے۔ اور انہوں نے دعا کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہی اور بارش ہو گئی۔

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کالی عورت کا قصہ۔ ایک عورت گزری سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں (اگر کوئی شخص دیکھنا چاہتا ہے کہ جنتی عورت جو اس زمین پر چلتی ہے تو اس عورت کو دیکھے)۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کون سی عظیم عورت ہے جو ہے تو جنتی لیکن اس زمین پر چلتی ہے ! پھر پوچھا یہ کیسے ؟ ! سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک عورت آئی، کالی عورت یہی عورت تھی اور یہ کہا کہ "يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُوا اللَّهَ أَنْ يَّشْفِيَنِي "(اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء عطا فرمائے)۔ دیکھیں عورت ہے، جاہل ہے، علم نہیں ہے کسی یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی نہیں ہے لیکن یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اللہ تعالیٰ کو دینا ہے اور نبی کا حق نبی کو دینا ہے۔ "ادْعُوا اللَّهَ " دعا کس سے کی جا رہی ہے ؟ کس سے مانگا جا رہا ہے ؟ اللہ تعالیٰ سے "ادْعُوا اللَّهَ أَنْ يَّشْفِيَنِي "کہ آپ نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا کر رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے میں آپ سے یہی گزارش کرتی ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء دے دے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا (اگر آپ چاہیں تو میں دعا کروں تو اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء دے دے اور اگر آپ یہ چاہیں کہ آپ صبر کریں اللہ تعالیٰ آپ کو جنت عطا فرمائے)۔ تو اس عورت نے یہ کہا "بَلْ أَصْبِرُ "(کہ میں صبر کروں گی لیکن ایک گزارش ہے کہ میں جب بے ہوش ہوتی ہوں مجھے جب دورے

پڑتے ہیں (اس عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے) تو میرے جسم سے کپڑا ہٹ جاتا ہے اور غیر مرد مجھے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ میرے جسم سے کپڑا نہ ہٹے باقی میں صبر کروں گی جنت چاہیے مجھے)۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گواہی دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد جب بھی وہ بے ہوش ہوئی اور دورہ پڑا اس کے کپڑے جسم سے چپک جاتے تھے۔

یہ وہ جنتی عورت ہے جو اس زمین پر چلتی تھی۔ تو یہ دلیل ہے کہ آپ کسی کو بھی دعا کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ میرے لیے دعا کریں یہ بھی جائز وسیلہ ہے۔

2۔ دوسری قسم کا جو وسیلہ ہے وہ ہے ممنوع وسیلہ ناجائز وسیلہ، اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ شرکی وسیلہ جو شرک ہے۔

2۔ بدعی وسیلہ جو بدعت ہے لیکن شرک نہیں ہے۔

1۔ شرکی وسیلہ کیا ہے؟ ''یا رسول اللہ! میری مدد فرما، یا علی مشکل کشا! میری مشکل آسان فرما''۔ تو یہ جو الفاظ ہیں یہ وسیلے میں استعمال کیے جاتے ہیں حقیقتاً یہ وسیلہ نہیں ہیں۔ کیوں کہ جیسے پہلے بیان کیا وسیلہ کیا ہے؟ کہ دو چیزوں کے درمیان میں ایک تیسری چیز آتی ہے دونوں کو قریب کر دیتی ہے۔ اب جتنی بھی میں نے مثالیں بیان کی ہیں چار شرعی وسیلے میں اللہ تعالیٰ کے کسی نام کو وسیلہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے وسیلہ، صفت میں اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کے بندے کے درمیان میں صفت ہے، نیک عمل اللہ تعالیٰ کے اور اس بندے کے درمیان میں نیک عمل وسیلہ ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان میں ایک دعا وسیلہ ہے۔ اور یہاں پر ''یا رسول اللہ! میری مدد فرما'' اب دو چیزیں ہیں تیسری چیز نہیں ہے یا مانگنے والا ہے یا وہ ہے جس سے مانگا جا رہا ہے تو اسے کہتے ہیں شرک۔ اور وسیلہ اس لیے ہم کہتے ہیں صرف مخالفین کا رد کرنے کے لیے ورنہ یہ وسیلہ ہے ہی نہیں نہ شریعت میں اسے وسیلہ کہتے ہیں، نہ لغت میں، نہ عرف میں، جیسے میں نے پہلے بیان کیا ہے۔

2۔ اور جو بدعی وسیلہ ہے جو بدعت ہے وہ یہ ہے اس کی مثال میں کہ ''اے اللہ تعالیٰ! نبی کے صدقے مجھے کامیابی عطا فرما'' اسے کہتے ہیں بدعت۔

یہ شرک کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حق اللہ تعالیٰ کو دے دیا پکارا کسے ہے؟ اللہ تعالیٰ کو، اے اللہ تعالیٰ! نبی کے صدقے مجھے کامیابی عطا فرما۔ اب شرک اس لیے نہیں ہے کہ اس نے نبی سے نہیں مانگا نبی کو نہیں پکارا بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے۔

اچھا بدعت کیوں ہے؟ کیونکہ اس کی دلیل ہی نہیں ہے کہ نبی کو اس طریقے سے وسیلہ بنانا کہ ''نبی کے صدقے یا ولی کے صدقے یا فلاں کے صدقے میرے مصیبت میں آسان فرما'' یہ صدقے کا جو لفظ ہے اس کی دلیل نہیں ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اور جس چیز کی دلیل نہ ہو اسے کیا کہتے ہیں؟ ''كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ''۔ یہ بدعت ہے اسے کہتے ہیں بدعی وسیلہ۔ وسیلہ سمجھ آیا شفاعت پر بات کریں؟

شفاعت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت۔

آٹھ شفاعتیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گنتے ہیں دیکھیں کتنی یاد آتی ہیں۔

1۔ان لوگوں کے لیے شفاعت جن پر جہنم واجب کی گئی ہے یعنی جو جہنمی تھے لیکن انہیں جہنم سے روکا گیا اور نبی کریم نے شفاعت کی اور وہ جہنم میں نہ گئے۔ یعنی حساب کتاب ہو گیا موحدین ہیں ان کے گناہ زیادہ تھے اب وہ جہنم کی طرف جا رہے ہیں فرشتے لے کر جا رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے انہیں روک دیا جائے گا جنت میں لے کر جایا جائے گا۔

2۔ جن کے حسنات اور سیئات برابر ہو جائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے شفاعت کریں گے کہ ان کو جنت میں لے جاؤ۔ سب نہیں جن کی شفاعت کریں گے، یہ سب کی بات نہیں ہو رہی۔ جن کی اچھائیاں اور برائیاں (حسنات اور سیئات) برابر ہو گئے اب وہ انتظار میں ہیں اصحاب الاعراف میں سے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے کہ اب انتظار نہ کرو جنت کی آپ جنت میں براہ راست چلے جاؤ، تو یہ سفارش ہے۔

3۔ جو جنت میں داخل ہو گئے ان کے لیے سفارش کرنا کہ جنت میں بلند درجے ان کو حاصل ہوں۔

4۔کچھ ایسے لوگ ہیں جو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے، ستّر ہزار کی حدیث مشہور ہے صحیح بخاری، مسلم کی۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ جتنی بھی یہ باتیں بیان کر رہا ہوں یہ صرف موحدین عصاۃ کے لیے ہیں موحدین کے لیے۔ جو موحدین ہیں جن کو ضرورت پڑ گئی کہ کوئی ان کی سفارش کرے یہ ان کے لیے ہیں ساری۔ جو مشرک ہے جو کافر ہے اس کی کوئی سفارش نہیں، نہ نبی کی، نہ ولی کی، نہ کسی فرشتے کی۔

5۔ابو طالب کے لیے شفاعت کہ جہنم میں سب سے کم عذاب ان کو ملے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنم میں سب سے کم عذاب ایک شخص کو ملے گا جس کے پاؤں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے اور اس کا سر اُبل جائے گا اور وہ ہے ابو طالب۔

6۔''الشفاعة العظمي'' (سب سے بڑی شفاعت)۔ جانتے ہیں کون سی ہے؟ اس وقت تک حساب کتاب شروع نہیں ہو گا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے، کسی کا حساب شروع نہیں ہو گا۔

پچاس ہزار سال کا دن ہو گا، قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا اور حساب و کتاب اللہ تعالیٰ شروع نہیں کریں گے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے۔ صحیح بخاری میں مشہور حدیث ہے کہ لوگ تڑپ اٹھیں گے پریشان ہو جائیں گے کہ حساب شروع نہیں ہوتا تو جائیں گے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف پھر سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ عرض کریں گے کہ ہماری سفارش کریں شفاعت کریں کہ اللہ تعالیٰ حساب شروع کریں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام انکار کرتے ہیں کہ میں نے ایک غلطی کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سزادی میں سفارش نہیں کر سکتا۔ تو اس طریقے سے سیدنا نوح کی طرف پھر سیدنا ابراہیم پھر سیدنا موسیٰ پھر سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جب آئیں گے تو فرمائیں گے "أَنَا لَهَا، أَنَا لَهَا" عرش کے سامنے جائیں گے سجدہ کریں گے، اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی طرف سے ایسی حمد و ثناء جو کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نازل فرمائیں گے میں وہ حمد و ثناء پڑھوں گا، کتنی دیر تک اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "ارْفَعْ رَأْسَكَ" (سر اٹھاؤ) "سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ" (کیا مانگتے ہو محمد مانگو تمہیں دیتا ہوں، شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہوں)۔

بہت لمبی حدیث ہے بہت پیاری حدیث ہے میں نے صرف دو پانچ سیکنڈ میں جلدی بیان کر دی ہے وقت کی کمی کی وجہ سے صحیح بخاری میں آپ رجوع کر سکتے ہیں اور اس میں بہت ہی اچھے الفاظ ہیں بہت عظیم فائدے ہیں اس حدیث میں۔

7۔ جنت کے دروازے اس وقت تک نہیں کھلیں گے کسی کے لیے بھی نہیں کسی نبی کے لیے نہیں، کسی ولی کے لیے نہیں، کسی جنتی کے لیے نہیں جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش نہیں کریں گے۔ دستک دیں گے آواز آئے گی کون؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں "محمد" تو فرمائیں گے آپ ہی کے لیے ہمیں حکم تھا کہ ہم دروازہ کھولیں جنت کا۔ دروازہ کھلے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے داخل ہوں گے اور ان کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہو گی۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

"الشفاعة العظمي" (جنت میں جانے کے لیے شفاعت)

3۔ جس کے گناہ زیادہ ہوں جو جہنم کا مستحق ہے اسے جہنم میں جانے سے پہلے روک دیا جائے اور جنت میں چلا جائے۔

4۔ جس کے گناہ اور ثواب برابر ہوں اس کو جنت میں۔

5۔ جو جنت میں جا چکا اس کے درجے بلند۔

6۔ ابو طالب کے لیے۔

7۔کچھ ایسے لوگوں کے لیے جو جنت میں جائیں گے بغیر حساب بغیر عذاب کے جو لوگ توحید کی بلندیوں تک پہنچے جن کی توحید کامل ہے ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں گے بغیر حساب اور عذاب کے وہ جنت میں جائیں گے۔

8۔ان لوگوں کے لیے سفارش جو جہنم میں چلے گئے ان کو جہنم سے نکالنے کی سفارش اور شفاعت۔

یہ آٹھ شفاعتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے اور ہمارا یہ یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں گے اور جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کا انکار کرتا ہے ہمارے نزدیک وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیوں کہ سفارش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی احادیث صحیح اور صریح احادیث ہیں اور شفاعت کے منکرین کچھ ایسے گروہ گزرے ہیں شفاعت کا جو انکار کرتے ہیں جیسے خوارج اور معتزلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی سفارش کوئی شفاعت نہیں ہے۔یاد رکھیں شفاعت بھی ہوگی،ہاں جو تاویل کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو وہ الگ بات ہے لیکن جو جان بوجھ کر یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ احادیث صحیح ہیں اور یہ سفارش بھی ہوگی لیکن وہ اس کا انکار کرتا ہے تو ایسے شخص کا ایمان ہے ہی نہیں یاد رکھیں۔

یہ شفاعت پر بات تھی اگلے درس میں ان شاءاللہ تیسرا قاعدہ بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے،قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے،ہمیں اور ہماری ذریت کو اور سب مسلمانوں کو شرک،بدعات اور خرافات سے نجات عطا فرمائے،اے اللہ تعالیٰ! ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عطا فرما اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقدار بنادے اور قیامت کے لیے بھی ہم ان لوگوں میں سے ہوں جن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں اور جو مقربین میں سے ہوں،آمین۔

"وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

"وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِين"

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (03.چار بنیادی قاعدے) سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio